مثالی
ازدواجی زندگی
کے سنہری اصول

خوشگوار اور کامیاب
ازدواجی زندگی
گزارنے کے لئے
رہنما کتاب

محبوب العلماء والصلحا
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

بسم الله الرحمن الرحیم

اسلام اور ازدواجی زندگی

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

اسلام اور ازدواجی زندگی

الحمد لله و کفی و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ○

بسم الله الرحمن الرحیم ○

و من ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودة و رحمة ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ○

سبحان ربک رب العزة عما یصفون○ و سلام علی المرسلین○

والحمد لله رب العالمین○

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم

ہر چیز جوڑا جوڑا

اللہ رب العزت نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

سبحن الذی خلق الازواج کلها (یٰس: ۳۶)

[پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنا دیا]

شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے ملنا اللہ کے ہاں عبادت کہلاتا ہے۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ انسان اپنی ہی خواہش پوری

کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس کو اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اہمیت

دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے انسانوں کو مجرد زندگی گزارنے کا حکم نہیں دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لا رھبانیۃ فی الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے)

اس نے یہ تعلیمات نہیں دیں کہ تم جنگلوں اور غاروں میں جا کر رہنا شروع کردو بلکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

فانکحوا ما طاب لکم من النساءِ مثنی وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ . (النساء:۳)

[پس تم نکاح کرو ان عورتوں کے ساتھ جو تمہیں پسند ہوں، دو ہوں، تین ہوں، چار ہوں، پس اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کرسکو گے تو پھر تم صرف ایک سے نکاح کرو]

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

النکاح من سنتی (نکاح میری سنت ہے)

پھر فرمایا

فمن رغب عن سنتی فلیس منی

(جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے)

بھلا نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جا سکتا ہے۔

انبیاء کرام کی سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء کی سنتیں ہیں۔

◎ الحیاء: حیاداری یعنی تمام انبیاء باحیا ہوا کرتے تھے۔

◎ والتعطر: یعنی تمام انبیاء خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے۔

◎ والسواک: یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔

◎ والنکاح: یعنی تمام انبیاءؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

و لقد ارسلنا رسلا من قبلک و جعلنا لھم ازواجا و ذریۃ

(اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی انبیاءؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب انبیاءؑ دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد بیوی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔ گویا اس بات کو پختہ (Establish) کر دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے فرار تو درحقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے

انسان کی زندگی میں نکاح کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں نکاح کو آدھا ایمان کہا گیا ہے۔ فرمایا:

النکاح نصف الایمان (نکاح تو آدھا ایمان ہے)

ثواب دیکھئے کہ ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنے ہی نیک عمل کرے اور کتنی ہی عبادت کرے اس کا ایمان آدھا ہے۔ جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق وفرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا گیا ہے، جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے۔ گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس حصے میں یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

پانچ وصیتیں

حضرت علی ﷺ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین ﷺ نے پانچ کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔

◎ عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت

(تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو)

◎ عجلوا بالتوبة قبل الموت (موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو)

◎ جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

◎ تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

◎ جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین کہتے کہ ان کا رشتہ باہر نہیں کرنا، یقین جانیے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہوتے ہیں۔

بزرگوں کی احتیاط

ہمارے حضرات ان معاملات میں بڑے محتاط ہوتے تھے۔ ہم نے اپنے بزرگوں کی حالات زندگی میں پڑھا ہے کہ اگر کسی کے ہاں جوان العمر بیٹی ہوتی اسے جوان ہوئے چند سال ہو چکے ہوتے اور اس کا والد اس کا نکاح نہ کررہا ہوتا تو وہ اس کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے کہ اس نے جوان بیٹی کو گھر میں بٹھایا ہوا ہے۔ اور جس بندے نے قرض لیا ہوتا ہے اور وہ ارادتاً قرض نہیں لوٹا رہا ہوتا تھا تو ہمارے بزرگ اس کی دعوت قبول نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے گھر کا کھانا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے پاس پیسے اتنے فالتو ہیں کہ وہ دعوت کررہا ہے تو وہ قرض ادا کیوں نہیں کرتا۔

نکاح ایسے بھی ہوتا تھا......!!!

جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا سستا ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو جائز طریقے سے پوری کرنے کے لئے خود ترغیب دی ہے کہ تم اس معاملہ میں جلدی کرو۔ شریعت نے ہمیں یہ کہا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کرو تا کہ لوگ آسانی سے نکاح کر سکیں۔

صحابہ کرام کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا کہ ایک صحابی ﷺ کسی گھر میں نکاح کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ اس گھر والے آپ کے واقف ہیں لہٰذا آپ میرا پیغام پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ انہوں نے جب ان کے گھر میں جا کر ان کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے بات سن کر کہا کہ ان سے نکاح کرنے کو تو ہمارا دل نہیں چاہتا البتہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو آپ

سے کر دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا پھر مجھ ہی سے کر دیں۔ گھر کے مرد وہیں موجود تھے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ گواہ بن گئے اور وہیں ان کا نکاح کر دیا گیا۔ جب وہ باہر نکلے تو اپنے دوست سے معذرت کرنے لگے کہ معاف کرنا، میں تو آپ کے نکاح کا پیغام لے کر گیا تھا، وہ انہوں نے قبول نہ کیا اور مجھے کہا کہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے نکاح کر دیتے ہیں، چنانچہ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں نکاح کر لیتا ہوں۔ آپ اس سوچ میں تھے مگر میرا نکاح ہو گیا ہے، لہٰذا میں معذرت خواہ ہوں۔ وہ جواب میں ان سے معذرت کرنے لگے کہ مجھے معاف کر دینا کہ اس نے آپ کی بیوی بننا تھا اور میں اپنے لیے کوشش کرتا رہا۔ سبحان اللہ دوستی بھی قائم رہی اور نکاح بھی ہو گیا۔ اس وقت میں نکاح اس قدر سستا کیوں تھا؟ اسلئے کہ زنا بالکل ختم ہو چکا تھا۔

جوان بیٹیوں کو گھر میں بٹھانے کا وبال

ہم جب بھی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے تو گناہوں سے بچیں گے اور جب شریعت کو نظر انداز کریں گے تو گناہوں میں پھنسیں گے۔ آج حالت یہ ہوئی ہے کہ ابھی بڑی بیٹی کے نکاح کا فیصلہ نہیں کیا ہوتا اور نیچے کی چار بیٹیاں جوان ہو چکی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو لوگ بڑی بیٹی کی منگنی کر کے سوچتے ہیں کہ پھر کچھ عرصہ بعد نکاح کر دیں گے اور پھر اگلے سال رخصتی کریں گے۔

یہ سوچ انتہائی غلط سوچ ہے۔ شریعت نے جہیز وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ اس نے تو موٹا سا اصول سمجھا دیا ہے کہ جب مناسب رشتہ مل جائے تو تم اپنے سر سے فرض ادا کر دو۔ یاد رکھیں کہ بچیاں جوان ہونے کے بعد جتنا عرصہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہیں۔ اور وہاں رہنے کے دوران اگر سوچ میں کوئی گناہ کریں یا ویسے گناہ کریں تو اس گناہ کا وبال ان کے والدین یا سرپرست پر پڑے

گا۔ جنہوں نے ان کا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔

زنا اور نکاح میں فرق

زنا اور نکاح میں یہ فرق ہے کہ زنا فقط جنسی تقاضے کو پورا کرنے کا نام ہے۔ جبکہ نکاح میں اس عورت کی ذمہ داری لینی پڑتی ہے، اس کو مہر ادا کرنا پڑتا ہے اور عورت اس کی وراثت میں شامل ہو جاتی ہے۔ یاد رکھنا، جہاں بے اعتدالی کی زندگی ہوتی ہے وہاں لوگ نکاح سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ عورت کو ایک کھلونا سمجھ کر اس سے جنسی لذت حاصل کرتے ہیں۔

☆ ...... فرانس کا ایک انجینئر تھا...... میں اس کی بات سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں ورنہ سچی بات یہ ہے کہ وہ بات نقل کرنے کے قابل بھی نہیں ہے...... وہ کسی جگہ ایک فیکٹری کی Inspection (معائینے) کے لئے آیا۔ وہاں کے انجینئر لوگ اس سے مذاق کرتے تھے کہ تو ایک مہینے کے لئے آیا ہے، جب تو واپس جائے گا تو معلوم نہیں کہ تیری بیوی تیرے پاس ہوگی یا نہیں۔ وہ آگے سے کہتا تھا کہ فکر کی کوئی بات نہیں کیونکہ

Womem are like buses if you miss one, take another one.

[عورتیں بسوں کی مانند ہوتی ہیں، اگر تم ایک سے رہ جاؤ تو پھر دوسری پر سوار ہو جاؤ]

استغفر اللہ، جس معاشرے میں پڑھے لکھے حضرات کا یہ حال ہو وہاں عورت کا کیا مقام ہوگا۔ یورپ کی عورت نے اپنا مقام خود گرایا ہے۔

☆ ...... ایک مرتبہ مجھے UK کا ایک لکھا پڑھا انجینئر ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا،

آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میں نے اسے بتا دیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ وہ جواب میں کہنے لگا، میں ابھی کنوارا ہوں۔ میں نے کہا، آپ کی عمر تو زیادہ لگتی ہے۔ وہ کہنے لگا، ہاں اس وقت میری عمر باون (۵۲) سال ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم انجینئر بھی ہو اور اتنی عمر بھی ہو چکی ہے، تو تم نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ اس نے جواب دیا،

If you can find milk in the market, there is no need to have a cow in your house.

[جب تمہیں بازار سے دودھ مل جاتا ہے تو پھر تمہیں گھر میں گائے پالنے کی ضرورت نہیں ہے]

اندازہ کریں کہ وہ کیسا بے شرمی اور بے حیائی کا معاشرہ ہوگا جہاں پڑھے لکھے لوگ ایسا ذہن رکھتے ہوں۔ اسلام نے اس بے حیائی کی پرزور مخالفت کی ہے اور اس کے مقابلے میں شرم وحیا والی زندگی اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں وہ حیا دیکھی جو مجھے مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نظر نہیں آئی۔ شریعت نے کہا ہے کہ اگر تم زندگی کا ساتھی چاہتے ہو تو تمہارا **Long time decision** (لمبے عرصے کے لئے فیصلہ) ہونا چاہئے۔ تھوڑی دیر کے ساتھی تو بڑے ملتے ہیں لیکن زندگی کے ساتھی بہت کم ملتے ہیں۔

اہمیت نکاح

یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا۔ اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے

فرار اختیار کرتے ہیں یعنی نکاح کرنے سے Avoid کرتے ہیں، آپ دیکھئے وہاں جنسی تسکین کے لئے فحاشی کے اڈے کھلے ہوتے ہیں۔ شرع شریف نے اس بات کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے۔ اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کرو تا کہ تمہیں اپنے آپ کو پاکباز رکھنا آسان ہو جائے۔ اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اور اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا۔

اہمیت حق مہر

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے۔ اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کو گنجائش دی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے۔ مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے، وہ کہے کہ میں نکاح تب کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے۔ شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے پہلے اپنی شرائط منوا سکتی ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے یا مرد اپنی مرضی سے خرچہ دیتا ہے تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ آج کل لڑکی والے اپنی سادگی میں مارے جاتے ہیں۔ حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے کہا پچاس کافی ہیں۔ او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اسے عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑکے والوں کی یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے۔ کیوں؟

ذمہ داری جو ہوتی ہے۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہیئے۔

(۱) مہر فاطمی، یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر یا پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو حق مہر نبی اکرم نے ادا فرمایا۔ اس کو باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) مہر مثل، لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے۔ ان کے برابر اس کا مہر باندھنا بھی سنت ہے۔

(۳) لڑکی کی دانش مندی، نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

شریعت نے تین آپشنز (Options) (اختیارات) دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لے اسے سنت کا ثواب ملے گا۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر معجّل ہوگا یا مؤجل ہوگا۔ عجلت کا لفظ آپ نے پڑھا ہوگا۔ عجلت کا مطلب ہے جلدی تو معجّل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے۔ خاوند نہیں ادا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ مہر کی دوسری قسم مؤجل ہے، اس کا مطلب ہے عند الطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے وہ خاوند سے لے سکتی ہے۔ خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹا دے تو قرآن کی ،، سے اس رقم میں برکت ہوتی۔

فان طبن لکم عن شیءٍ منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا

حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تھے۔

نکاح کی تشہیر کا حکم

حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا،

افشوا النکاح بینکم (نکاح کی ایک دوسرے کے درمیان تشہیر کرو)

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ نکاح خفیہ طور پر نہیں ہوتا۔ جیسے کچھ لوگوں کے ہاں متعہ ہوتا ہے۔ انہوں نے زنا کا دوسرا نام متعہ رکھ دیا ہے۔ جہاں انسان نکاح کو چھپائے گا سمجھ لینا کہ وہاں کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہے۔ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مسجد میں نکاح کا پڑھنا سنت ہے کیونکہ مسجد میں زیادہ لوگ ہوتے ہیں اور حکم بھی یہی ہے کہ زیادہ لوگوں کو بلانا چاہیے تا کہ نکاح کی تشہیر ہو جائے۔ اس میں اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

آج جائز موقعوں پر تو زیادہ لوگوں کو بلاتے نہیں اور برتھ ڈے منانے کے لئے مجمع اکٹھا کر لیتے ہیں۔ جب جائز موقعوں پر لوگوں کو نہیں بلائیں گے تو ناجائز موقعوں پر ضرور بلائیں گے۔ اس لئے ایک اصول یاد رکھیے کہ شریعت نے جو جائز خوشیاں بنائی ہیں ان کو خوب خوشی خوشی مناؤ۔ اس لئے کہ اگر جائز خوشیوں کو ٹھیک طرح سے نہیں مناؤ گے تو پھر تم ناجائز خوشیوں کو منایا کرو گے۔

مسجد میں نکاح کا فائدہ

مسجد میں نکاح کرنے میں ایک خاص بات ہے۔ اگر گھروں میں نکاح ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی تو بیٹھا گپیں مار رہا ہوگا، کوئی سگریٹ پی رہا ہوگا، کوئی تصویریں بنا رہا ہوگا گویا سب دل غافل ہوں گے۔ حالانکہ نکاح وہ وقت ہوتا ہے

جب دو افراد کی نئی زندگی کی بنیاد رکھی جا رہی ہوتی ہے اور اس بنیاد میں ان کو دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ نکاح کے وقت زیادہ لوگوں کو بلانے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ زیادہ لوگوں کی دعاؤں سے ان کے نئے گھر کی بنیاد پڑے۔ اس لئے گھر میں اور مسجد میں پڑھے گئے نکاح میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب دیکھیں کہ آپ یہاں مسجد میں جتنے بھی بیٹھے ہیں، باوضو ہیں اور سگریٹ پینے والے بھی اس وقت سگریٹ نہیں پی سکتے کیونکہ یہ مسجد ہے، دل اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور خیر کی بات ہو رہی ہے۔ جب نکاح پڑھیں گے اس وقت بھی دعا کرتے ہوئے اللہ کی طرف دل متوجہ ہوں گے۔ گویا لڑکے اور لڑکی کو آپ کی طرف سے دعاؤں کی شکل میں تحفہ مل رہا ہوگا۔

کیونکہ یہ اجتماع کا موقع ہے اس لئے بعض دوستوں نے نیک لوگوں کی دعائیں لینے کے لئے آج کے دن نکاح کروانا پسند کیا ہے۔ اس مجمع میں سینکڑوں علماء موجود ہیں، کئی شیوخ الحدیث موجود ہیں، کئی مدارس کے مہتمم حضرات موجود ہیں، کئی حفاظ قرآن موجود ہیں کئی حفاظ حدیث موجود ہیں اور معلوم نہیں کہ کتنے تہجد گزار موجود ہیں۔ ان کو ان سب کی دعائیں نصیب ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی برکت سے ان دوستوں کو پوری زندگی خوشیاں نصیب ہوں گی۔

نکاح کی تقریب میں قبول اسلام

ہم نے یورپ اور امریکہ میں دیکھا کہ نکاح کی محفل کو دیکھ کر کئی غیر مسلم عورتیں اور مرد مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ہم نے نکاح کی ایک تقریب میں بیان کیا۔ پھر نکاح پڑھا۔ جس لڑکی کا نکاح تھا وہ ایک دفتر میں کمپیوٹر انجینئر تھی، اس کے دفتر کی دوسری لڑکیاں بھی آئی ہوئی تھیں...... ان میں سے کئی غیر مسلم بھی تھیں۔ وہ نکاح کی اس تقریب سے متاثر ہو کر کہنے لگیں کہ اسلام میں تو بہت ہی احسن طریقے

سے نکاح ہوتا ہے لہٰذا ہم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہیں۔

افراط وتفریط سے بچیں

چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے ہمیں اعتدال سکھاتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی عقل کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے تو وہ افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پریشانیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بچیوں کو گھر سے رخصت کرتے ہیں اور وہ دوسرے دن روتی ہوئی گھر آجاتی ہیں۔ گویا نکاح کی جو اصل روح تھی وہ نکل چکی ہے اور مردہ باقی رہ گیا ہے۔ یاد رکھیں کہ جو عمارت دین کی بنیاد پر بنے گی اللہ تعالیٰ اس کو پائیداری عطا فرمائیں گے۔

قابل افسوس واقعہ

لاہور میں ایک صاحب کی بیٹی کی شادی ہونی تھی۔ اس نے ایک سال پہلے اس کی پلاننگ شروع کر دی۔ کارڈ چھپوائے اور بڑے پیسے خرچ کئے۔ حتی کہ اس نے یہاں تک انتظام کیا کہ اس نے بارات کے ساتھ آنے والے ہر مہمان کے گلے میں ایک ہزار روپے کا ہار ڈالا۔ اور وہ برتن جن میں باراتیوں نے کھانا کھایا وہ پتھر کے بنے ہوئے انمول قسم کے برتن تھے۔ وہ برتن اس نے خود بنوائے تھے۔ ان برتنوں پر اس نے اس شادی کی یادگار بھی لکھوائی تھی۔ ہر باراتی کو اجازت تھی کہ وہ اپنے استعمال میں آنے والے برتن یادگار کے طور پر لے جا سکتا تھا۔

ادھر لڑکے والوں نے بھی کیا خوب انتظام کیا کہ چڑیا گھر سے کرائے پر ہاتھی لے آئے۔ دولہا میاں اس ہاتھی پر بیٹھ کر سسرال پہنچا...... جیسے جنگ کرنے چلا ہو...... اس کے علاوہ بھی انہوں نے پیسہ پانی کی طرح بہایا۔

جب رخصتی ہوگئی اور مرد گھر واپس آئے تو عورتوں نے لڑکی کے والد سے پوچھا کہ حق مہر کتنا مقرر کیا ہے؟ اس وقت ان کو خیال آیا کہ ہم نے تو نکاح پڑھا ہی نہیں ہے۔ تب انہوں نے باراتیوں کی طرف پیغام بھجوایا کہ بارات کو یہیں راستے میں ہی روک لیا جائے تاکہ لڑکی کا نکاح کرنے کے بعد اس نئے گھر میں داخل کیا جائے۔

اندازہ کیجئے کہ اتنے پیسے خرچ کئے اور اتنے عرصے سے پلاننگ کی۔ ہر چیز کا تو خیال رکھا لیکن اللہ کے حکم کا خیال نہ رکھا۔ یہ دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ دینداری کی بنیاد پر اپنے نئے گھر کی بنیاد رکھتے ہیں وہ دنیا ہی میں جنت کے مزے لیتے ہیں۔

دنیا میں جنت کے مزے

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سکھ گھرانے سے تھا۔ آپ ابتدائے جوانی میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا۔ حتی کہ آپ دورۂ حدیث کے درجے تک پہنچ گئے۔

آپ یہ واقعہ خود سنایا کرتے تھے کہ جب میرے سسر کو ان کے گھر والوں نے کہا کہ اب ہماری لڑکی جوان ہے اس لئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کر کے نکاح کر دینا چاہیے۔ وہ پنجاب کے مدارس کے دورے پر نکلے تاکہ انہیں اپنی بچی کے لئے کوئی عالم فاضل نوجوان مل سکے۔ حتی کہ دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے۔ جب انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کو دیکھا تو ان کی نگاہیں میرے اوپر ٹک گئیں۔ انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ طالب علم کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سکھ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور مسلمان ہو کر ہمارے پاس علم حاصل کر رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا، کیا یہ شادی شدہ ہے؟ شیخ الہند رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا نہیں، انہوں نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کیا یہ شادی کرنا چاہتا ہے؟ تو میرے استاد محترم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم شادی کرنے کے لیئے تیار ہو؟ میں نے عرض کیا، حضرت! میں مسلمان ہوں اور میرا سارا خاندان کافر ہے، اب مجھ اکیلے کو کون اپنی بیٹی دے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی اپنی بیٹی آپ کو دے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا، حضرت! میں اس سنت کو ضرور ادا کروں گا، میں اس کے ترک کا گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ چنانچہ میرے سسر صاحب نے فرما دیا کہ کل عصر کے بعد نکاح ہو گا۔

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے دوستوں کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ کل میرا نکاح ہے۔ طلباء طلباء ہی ہوتے ہیں۔ وہ یہ سن کر مجھے سے محبت پیار کی باتیں کرنے لگ گئے۔ کافی دیر کے بعد ایک دوست نے کہا، جی آپ کے کپڑے بڑے میلے ہیں لہذا آپ کو چاہیے کہ آپ کسی دوست سے ادھار کپڑے لے لیں اور وہ پہن کر نکاح کی تقریب میں جائیں۔ میں نے کہا کہ میری عزت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی، میں جو کچھ ہوں سو ہوں، میں ادھار تو نہیں مانگوں گا...... طلباء بھی منطقی ہوتے ہیں، آسانی سے نہیں چھو[illegible] چنانچہ وہ کہنے [illegible]، اچھا اگر کسی دوسرے سے نہیں مانگنا تو آپ اسی سوٹ کو دھو [illegible] سکتے ہیں تاکہ صاف کپڑے ہوں۔ حضرت کے اپنے الفاظ ہیں کہ۔

''میرے بھیڑ کڈ پئے'' یعنی میری بدبختی آگئی کہ میں نے اپنے دوست [illegible] بات مان لی۔ چنانچہ میں نے اگلے دن دھوتی باندھی اور کپڑے دھو لیے۔ سردی [illegible] موسم تھا اور اوپر سے آسمان ابر آلود ہو گیا۔ عصر کا وقت آ گیا۔ میں نے مسجد کے ایک طرف کپڑے ہوا میں لہرانے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی دعائیں بھی مانگنی شروع کر دیں کہ اے اللہ! ان کپڑوں کو خشک فرما دے۔ اور موسم کی خرابی کی وجہ

سے کپڑے خشک ہونے پر نہیں آ رہے تھے۔ حتی کہ عصر کی اذان ہوگئی اور میں نے سردی کے موسم میں گیلے کپڑے پہنے اور مجمع میں آ کر بیٹھ گیا، لیکن میرے سسر کا دل بھی سونے کا بنا ہوا تھا کہ ان کی نظر ان چیزوں پر بالکل نہیں تھی، انہوں نے دیکھا کہ کل بھی یہی کپڑے تھے اور میلے تھے اور آج بھی وہی کپڑے ہیں اور گیلے ہیں اور اس کے پاس کوئی دوسرا جوڑا ابھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد رخصتی ہوگئی۔

ابتداء کے چند دنوں میں میرے اوپر فاقے آئے کیونکہ میں طالب علم تھا اور تازہ تازہ پڑھ کر فارغ ہوا تھا۔ کمائی کا کوئی ایسا سلسلہ بھی نہیں تھا۔ کبھی کھانے کو مل جاتا اور کبھی نہ ملتا۔ کچھ عرصہ میری دلہن میرے گھر میں رہی۔ اس کے بعد جب وہ اپنے والدین کے گھر گئی تو اس کی والدہ نے اس سے پوچھا، بیٹی! تو نے اپنے نئے گھر کو کیسے پایا؟ فرماتے ہیں کہ میری بیوی تقیہ، نقیہ، نیک اور پاک عورت تھی، اس کی نظر میری دینداری پر تھی، چنانچہ اس نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی والدہ سے کہا،

''اماں! میں تو سمجھتی تھی کہ مر کر جنت جائیں گے لیکن میں جیتی جاگتی جنت میں پہنچ گئی ہوں''۔

حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے۔

''میرے سسر نے مجھے اس وقت پہچان لیا تھا جب احمد علی احمد علی نہیں تھا اور آج تو احمد علی احمد علی ہے''۔

نکاح کے بعد اجر زیادہ

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا

ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے بھی ادا کر رہا تھا اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے۔ گویا نکاح کے بعد عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ جب نکاح کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً خوش قسمت انسان ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔ وہ پانچ چیزیں بھی سن لیں۔

- شکر کرنے والی زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت گر جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔
- ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمیٰ ہے۔
- مشقت اٹھانے والا بدن۔ مثل مشہور ہے کہ صحتمند جسم میں ہی صحتمند عقل ہوتی ہے۔
- وطن کی روزی۔ یہ بھی بڑی نعمت ہے، مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔

◎ نیک بیوی، یعنی ہمدم و ہمراز نیک ہو تو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو یہ پانچ نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

بیوی کا انتخاب

حدیث پاک میں آیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو ھریرہ ﷺ کی روایت نقل کرتے ہیں تنکح المراۃ لا ربع عورت سے چار وجوہات سے نکاح کیا جاتا ہے لما لھا ولحسبھا و لجمالھا و لدینھا فاظفر بذات الدین تربہ یداک اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے کہ کوئی مال دار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروا دیں گے جہیز میں کوئی گھر لے کر دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں، تو فرمایا لما لھا اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں۔ دوسری وجہ فرمائی و لحسبھا اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں یعنی اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔ تیسری وجہ فرمائی و لدینھا اس کی نیکی اور دین داری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کی تلاش کرو۔

جب بنیاد ہی کمزور ہوگی تو زندگی کیسے نبھے گی، جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے؟ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے، جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہوگا۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس لیے اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے

گا۔ نیکی اور دین داری کی بنیاد پر بیویوں کو تلاش کرو، اس لئے کہ خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب بھی اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے، تو آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

الدنیا متاع و خیر متاعها المراة الصالحة

[دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے]

گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی عطا کرے وہ سمجھے کہ مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔ انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے)۔ جب نیت میں مال ہوگا تو آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ نیت میں فقط حسن ہوگا، آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے، صرف حسب ونسب کی وجہ سے نکاح ہوگا جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ تو شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کہ میں پاک بازی کی زندگی گزار سکوں۔ جب مقصد یہ ہوگا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے۔

لو میرج نہیں لو آفٹر میرج

آج کفر کی دنیا میں Love Marraige (محبت کی شادی) کا لفظ بہت عام ہے۔ وہ لوگ شادی سے پہلے ہی جنسی تعلقات اختیار کر لیتے ہیں۔ Live together (اکٹھے رہنا) شروع کر دیتے ہیں۔ شریعت اسلام نے اس کو سو فیصد حرام قرار دے دیا۔ فرمایا کہ اسلام میں لو میرج کا تصور نہیں بلکہ Love after marriage لو آفٹر میرج (شادی کے بعد محبت) کا

تصور ہے۔ جب نکاح ہو گیا تو جتنی محبت کرو گے اتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملے گا۔

اس اجر کا تصور یہاں تک پیش کیا گیا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب میاں اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے میاں کو دیکھ کر مسکراتی ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ محبتوں بھری زندگی کو کتنا پسند کرتے ہیں۔

شریعت پر عمل کی برکتیں

شریعت نے شادی کا معاملہ فقط لڑکے اور لڑکی پر نہیں چھوڑا بلکہ یہ بات سمجھائی کہ یہ دو انسانوں اور دو جسموں کا ملاپ نہیں بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ ہے۔ کفر کی دنیا میں شادی دو جسموں کا ملاپ ہوتی ہے۔ اور دین اسلام میں شادی دو خاندانوں کا ملاپ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ لڑکے اور لڑکی کی عمر میں ناتجربہ کاری ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کو صحیح طرح نہیں سمجھ سکتے، جذباتیت غالب ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو فیصلہ کرنے میں غلط فہمیاں ہوں اور کل ان کو مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ ماں باپ چونکہ زندگی گزار چکے ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر بہتر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔

A young leading the young is like lion leading the lio n

لیکن

Both fall in to the bitch

دونوں گڑھے میں گر سکتے ہیں۔ لیکن صحیح رہنما وہی ہوتا ہے۔

A real guide is he who has gone all the road which you want to go

ایک صحیح رہبر وہی ہوتا ہے جو اس راستے سے چل چکا ہو جس راستے پر تم چلنا چاہتے ہو۔

اس لئے شریعت نے کہا کہ لڑکے اور لڑکی کو چاہیے کہ شادی کے معاملے میں ماں باپ کی تجویز کو بھی زیادہ وزن دیں ان کو موقع دیں۔ وہ چناؤ کریں اور چننے کے بعد لڑکے اور لڑکی سے بھی پوچھا جائے۔ اگر دو چار Proposals (تجاویز) موجود ہیں تو لڑکے اور لڑکی کو ان میں سے Choice (منتخب) کرنے کا اختیار دیا جائے۔ اسی طرح جب سب مل کر کریں گے۔ تو پھر ایک ایسا کام ہوگا۔ کہ جس میں سب کی منشاء اور رائے بھی شامل ہوگی۔ اور تجربے کی وجہ سے دھوکہ کھانے کے بھی چانسز کم ہوں گے۔

کفر کی دنیا میں لڑکا لڑکی مل کر شادی کرتے ہیں۔ بڑوں کا اس میں کوئی مشورہ شامل نہیں ہوتا، کوئی برکت شامل نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں پر ایک ایک دو دو سال شادی سے پہلے اکٹھے رہنے کے باوجود جب شادی کرتے ہیں تو جلد ہی طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ اب ذرا غور کیجئے جس معاشرے میں نوے فیصد عورتوں کو طلاق ہو جائے بھلا اس کے دل کو سکون کہاں ملے گا۔ دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔ کبھی ادھر للچا کے دیکھتی ہیں کبھی ادھر۔ اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتی ہیں مگر دین اسلام میں کمزوری کو سامنے رکھتے ہوئے عورت پر شفقت فرمائی۔ اور اس کو یہ پروٹیکشن دی کہ نہیں نکاح کے ذریعے خاوند تمہارا ذمے دار بنے گا اور تمہارے ماں باپ اس میں شریک ہوں گے۔ لہٰذا وہ تمام رشتے جن میں ماں باپ بھی نیک اور دیندار ہوں اور نیکی اور دینداری کو سامنے رکھیں۔ لڑکا اور لڑکی بھی اپنی نیکی کو سامنے رکھیں

اور پھر رشتے دین پر طے ہوں تو ایسے تمام گھرانوں کے اندر سکون ہوتا ہے اور محبتیں ہوتی ہیں اور پیار ہوتا ہے۔

نیک بیوی کی چار نشانیاں

نبی علیہ السلام نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۱)...... پہلی نشانی یہ ہے کہ ان امرھا اطاعتہ جب اس کو خاوند کسی بات کا حکم کرے تو وہ اس کے حکم کو مانے۔ ضد کرنے والی نہ ہو۔ ماں باپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کرنی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ تم نے خاوند کے پاس جانا ہے تو ضد نہ کرنا۔ اپنی بات منوانے کی بجائے اس کی مان کر زندگی گزارنا، اسی میں برکت ہوتی ہے۔ یہ بات ضرور سمجھانی چاہیے کیونکہ میاں بیوی کا ناز و انداز کا ایک تعلق ہوتا ہے اور لڑکیاں اکثر چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کرنے لگ جاتی ہیں۔

۲)...... دوسری نشانی یہ ہے کہ و ان نظر الیھا سرتہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ کیا مطلب؟...... مطلب یہ ہے کہ وہ گھر میں صاف کپڑے پہنے۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو فیشن ایبل کپڑے پہنے اور گھر میں جھنگن بنی پھرے۔ یہ بھی نہ ہو کہ گھر میں گندی سی بنی رہے اور اس کے بدن سے بو آرہی ہو اور باہر نکلے تو خوشبوئیں لگا کر نکلے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا، ایک تو صاف ستھری بن کر رہے اور دوسرا اس کے چہرے پر خاوند کے لئے مسکراہٹ ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت ہی موڈ بنائے رکھے۔

۳)...... تیسری نشانی یہ ہے کہ و ان اقسم علیھا ابرتہ اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے تو تم ایسا کرو تو وہ اس کی قسم کو پورا کر دے۔

۴)...... چوتھی نشانی یہ ہے کہ و ان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا و مالہ جب خاوند گھر میں نہ ہو تو وہ اس کے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی، خیر بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا! ہاں بتائیے۔ فرمایا، دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّي (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)۔

اچھی بیوی کی صفات

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ضرور ہونی چاہئیں۔

پہلی صفت اس کے چہرے پر حیا ہو۔ یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے پر حیا ہوگا اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا۔ مثل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے (Face is the index of mind)۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورت میں بہترین ہے۔

دوسری صفت فرمائی جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس

گھولے۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔

تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو،

چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

اچھے خاوند کی صفات

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ اگر اپنی بیٹی کے لئے کوئی آدمی رشتہ ڈھونڈے تو اس کے لئے دو مثالیں کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک ﷺ کی مبارک زندگی سے ملتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے لئے کیسے داماد کو پسند کیا؟ ایک مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو رشتہ میں قریبی تھے۔ جرأت اور شجاعت میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ نے ان کو شیر کا دل عطا کیا تھا، مشقت اٹھانے والا بدن تھا، ذمہ داریاں نبھانے والے انسان تھے، سب سے بڑی بات کہ اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علوم کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔

دوسری مثال حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے، اچھا کاروبار تھا، معاشرے میں عزت کا مقام تھا، اسلام لانے سے پہلے بھی معاشرے کے معزز انسان سمجھے جاتے تھے۔ طبیعت میں نرمی تھی، اس قدر باحیا تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اللہ کے نبی ﷺ نے ہمارے سامنے مثالیں پیش کر دیں اس سے بہتر مثالیں ہمیں دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتیں۔

بہترین خاوند کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

خیرکم خیرکم لاھلہ

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں)

اور فرمایا

انا خیرکم لاھلی (میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں)

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے۔ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ اچھا انسان ہے۔

فرمایا اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا

(ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں)

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا خاوند بات بات پر غصہ کرتا ہے حتیٰ کہ مارتا بھی ہے (یہ بات دونوں کان کھول کر سننے والی ہے باقی باتیں تو چلو ایک کان سے سن لینا مگر مردوں سے گزارش ہے کہ یہ بات ذرا دونوں کان کھول کر سنیں) بیوی نے آ کر نبی پاک ﷺ کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا،

یظل احدکم یضرب امراتہ ضرب العبد ثم یظل یعانقھا ولا

یستحی ؟

(تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو پھر اس کے ساتھ تم بوس وکنار کرتے ہو کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی ؟)

یعنی ایک وقت میں تم اسے اتنا قریب کر رہے ہو دوسرے وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو۔ یہ الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور سمجھانے سے بھی نہ سمجھے تو اب شریعت نے محدود مارنے کی اجازت دی ہے تاکہ اسے نصیحت ہو سکے۔ مثل مشہور ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، دو باتیں بڑی عام ہیں ایک یہ کہ عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور دوسری یہ کہ مرد کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے۔

اماں حوا علیہا السلام کو پسلی سے پیدا کرنے میں حکمت

سنیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تو مٹی سے بنایا۔ لیکن جب اماں حوا کو پیدا کیا۔ تو روایات میں آتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے ان کو نکالا گویا عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کی پسلی سے نکالا اس میں بھی ایک میسج ہے۔ یہ میاں بیوی کے درمیان ایسا تعلق ہے۔ ہم نے عورت کو تمہاری پسلی سے نکالا۔ پاؤں سے اس لئے نہیں بنایا کہ تم اسے پاؤں کی جوتی نہ سمجھ لینا۔ سر سے اس لئے نہیں بنایا کہ تم اس کو سر پہ نہ بٹھا لینا۔ ہم نے اسے پسلی سے بنایا ہے۔ اور یہی تمہارے دل کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا اے خاوند تم اپنی بیوی کو دل کے قریب رکھنا۔ تمہاری زندگی اچھی گزر جائے گی۔

میاں بیوی کے تعلق کے بارے میں قرآنی مثال

شادی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی کے ذریعے گناہوں سے بچ جائے اور بیوی اپنے میاں کے ذریعے گناہوں سے بچے۔ اس لئے ان دونوں کو زندگی کا ساتھی کہتے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ذریعے سے گناہوں سے بچنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنے میں ایک دوسرے کا معاون بننا ہوتا ہے، ان کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ اتنا مضبوط ہے۔ قرآن مجید میں ان کے تعلق کے بارے میں ایسی مثال دی کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال نہ دے سکا۔ ارشاد فرمایا۔

هن لباس لكم وانتم لباس لهن

تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کا لباس ہو

میاں بیوی کو لباس کیوں کہا؟

لباس کے دو فائدے ایک تو اس سے انسان کے بدن کے عیب چھپ جاتے ہیں۔ اگر بے لباس مرد کو کہیں کہ لوگوں میں چلا جائے تو شرم کے مارے اس کو پسینہ آجائے۔ اور اگر کوئی اسے لوگوں کے سامنے زبردستی بے لباس کردے تو جی چاہے گا کہ زمین پھٹے اور میں اندر اتر جاؤں۔ تو لباس کے ذریعے انسان اپنے جسم کے اعضاء کو دوسروں سے چھپاتا ہے یہ قدرتی شرم وحیا کا تقاضا ہے۔ تو لباس کا ایک فائدہ کہ یہ انسان کے عیبوں کو چھپاتا ہے۔ اور دوسرا فائدہ کہ یہ انسان کو زینت بخشتا ہے۔ جسم تو چادر سے بھی چھپ جاتا ہے مگر ہم عموماً اچھا لباس پہنتے ہیں، سنت طریقے سے سر پہ عمامہ ہو، جبہ ہو، نیچے تہہ بند یا پاجامہ شلوار ہو۔ تو اس طرح پہن کر جب ہم چلتے ہیں تو لوگ شخصیت کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ

کپڑوں نے انسان کی شخصیت کو زیبائش بخشی۔ یہ لباس کا دوسرا فائدہ ہے۔

میاں بیوی کے تعلق کے یہ دو فوائد بڑے اہم ہیں۔ اگر بیوی نہ ہو خاوند اپنے جنسی تقاضوں کے پیچھے معلوم نہیں کہاں کہاں منہ مارتا پھرے اور لوگوں کے سامنے ذلت و رسوائی اٹھاتا پھرے۔ یوں میاں بیوی کی زندگی کی وجہ سے اس کی شخصیت کے عیب چھپ گئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر مرد کو اکیلا گھر میں رہنا پڑے تو گھر کے اندر بھی بے ترتیبی ہوگی اور اس کی زندگی کا کوئی کام ڈھنگ کا نہیں ہوگا۔ نہ اس کا لباس صاف ستھرا ہوگا نہ اس کے گھر میں کھانے پکانے کا نظم ٹھیک ہوگا۔ لہٰذا اس کی زندگی کے اندر جمال نہیں ہوگا۔ ہر وقت ملال رہے گا۔ بیوی کے آنے سے انسان کی زندگی کو زینت نصیب ہو جاتی ہے۔

ایک تیسری چیز ہے جو اس عاجز کی سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ کہ لباس انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو لباس سے زیادہ انسان کے جسم کے قریب ہو۔ تو قرآن مجید میں جو لباس کی مثال دی اس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ میاں بیوی کو پیغام مل جائے کہ اے خاوند تیرے لئے اب زندگی میں سب سے زیادہ قریب ترین ہستی تمہاری بیوی ہے۔ اور بیوی کو پیغام دیا گیا کہ تیرے لئے اب زندگی میں قریب ترین ہستی تمہارا خاوند ہے تم دونوں ایک دوسرے کے لباس کی طرح ایک دوسرے کے جسم کے قریب ہو۔ جب کوئی چیز اتنی قریب ہوتی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے انسان کو محبت ہوتی ہے، تعلق ہوتا ہے۔ تو قرآن مجید میں میاں بیوی کے تعلق کو اتنے خوبصورت لفظ کے ساتھ تشریح دے کر واضح کر دیا۔

خوشگوار ازدواجی زندگی

ازدواجی زندگی کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جہاں محبت پتلی

ہوا کرتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے بتنگڑ بن جایا کرتے ہیں۔ تو اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ تم آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزارو۔ انسان کو بڑا حوصلہ رکھنا چاہئے انگلش کا مقولہ ہے۔

To run a big show one should havea big heart.

(ایک بڑا انظام چلانے کے لئے انسان کو دل بھی بڑا رکھنا چاہئے)

انسان کو تحمل اور بردباری سے گھر کے معاملات نبھانے چاہئیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، جو زندگی خاوند کے لئے وقت کر چکی ہوتی ہے اور بیوی اپنے خاوند سے جھگڑتی ہے جو اس کی زندگی میں اتنا بڑا مقام پا چکا ہوتا ہے۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کروند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ہست پیکار جنگ

(ہم نے سنا اللہ والے دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تمہیں یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تم اپنوں کے ساتھ بر سر پیکار ہو)

بعض اوقات دینی جہالت کی وجہ سے یا تکبر کی وجہ سے پڑھے لکھے جوڑوں میں بھی محاذ آرائی ہوتی رہتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے اس قدر خلاف کہ خاوند ہر وقت بیوی کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور بیوی ہر وقت خاوند کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے۔ جسم ایک دوسرے کے کتنے قریب دل ایک دوسرے سے کتنے دور، ان دونوں کا معاملہ اس شعر کے مصداق ہوتا ہے۔

زندگی بیت رہی ہے دانش
کوئی بے جرم سزا ہو جیسے

بعض اوقات یہ جھگڑے کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ میری بات یاد

رکھنا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں جھگڑتے، جب بھی جھگڑیں گے کسی تیسرے کی وجہ سے جھگڑیں گے، یا تو وہ ساس سسر ہوں گے اور یا بیوی کے میکے والے۔ اس لئے شریعت نے ایک بات سمجھا دی لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔ اسی طرح لڑکے کو بتا دیا کہ تمہاری دو مائیں اور دو باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا تو اس میں ایک بہترین اصول یاد رکھ لیجئے کہ شادی کے بعد لڑکی کو چاہئے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کو خوش رکھے۔ جہاں یہ اصول دونوں میاں بیوی اپنا لیں وہاں آپ دیکھیں گے کہ کبھی لڑائی نہیں ہوگی۔ کبھی ایک غصہ میں آجائے تو دوسرے کو چاہئے کہ تحمل مزاجی سے کام لے۔ بیک وقت دونوں کا غصہ میں آجانا معاملے کو بے حد خراب کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی عورت خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح کوئی مرد اپنی بیوی کے غصے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر ایوب علیہ السلام کا درجہ عطا فرمائیں گے، تو جب صبر کا اتنا اجر وثواب ملتا ہے تو اس موقعہ پر ذرا خاموش ہو جایا کریں۔

منفی سوچ سے بچیں

میاں بیوی دونوں کو منفی سوچ سے بچنا چاہئے۔ پنجابی کا مقولہ ہے "بھاندے دا سب کجھ بھاوے تے نہ بھاندے دا کجھ وی نہ بھاوے" یعنی جو آدمی اچھا لگتا ہو۔ اس کا ہر کام اچھا لگتا ہے اور جو آدمی برا لگتا ہو اس کا ہر کام برا لگتا ہے۔ میاں بیوی میں اگر منفی سوچ ہو تو ایک دوسرے کی ہر بات زہر معلوم ہوتی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی ان سے ہر وقت لڑتی جھگڑتی رہتی تھی، انہوں نے ایک

دن دعا کی کہ یا اللہ! میرے ہاتھ پر کوئی ایسی کرامت ظاہر فرما جسے دیکھ کر میری بیوی بھی میری عقیدت مند بن جائے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے انہیں الہام ہوا کہ تم اڑنا چاہو تو تمہیں ہوا میں اڑنے کی کرامت ملے گی۔ چنانچہ وہ بزرگ اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے، جب شام کو واپس گھر آئے تو بیوی نے آتے ہی کہا "لو تم بھی بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو۔ بزرگ تو آج میں نے دیکھے جو ہوا میں اڑتے جا رہے تھے" اس بزرگ نے کہا "خدا کی بندی وہ میں ہی تو تھا "تو بیوی نے فوراً کہا "اچھا میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ اڑنے والا ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے" دیکھا منفی سوچ کتنی بری چیز ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے اندر مثبت سوچ پیدا کریں، میاں بیوی کو چاہئے کہ قدم اٹھانے سے پہلے دیکھ لیں کہ راستہ کدھر کو جاتا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی پر احسان کرے گا یقیناً وہ اپنی بیوی کا دل جیت لے گا۔ تو بیوی کو زور کے ذریعے جیتنے کی کوشش نہ کریں، بیوی کو احسان اور اچھے اخلاق کے ذریعے جیتنے کی کوشش کریں۔ ازدواجی زندگی میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز منفی سوچ ہے۔ دیکھیں سوچنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں، ایک مثال دیتا ہوں ایک شاخ پر پھول بھی ہیں کانٹے بھی ہیں، اے مخاطب تجھے گلہ ہے کہ پھول کے ساتھ کانٹے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔ یہ اپنی نظر ہے کسی کی نظر کانٹوں پر گئی اور کسی کی نظر پھول پر گئی۔ سچ ہے نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی۔

مسکرانا بھی نیکی ہے

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

اللہ اللہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ خاوندوں کو چاہئے کہ دفتروں کے جھگڑے دفتر ہی میں چھوڑ کر آیا کریں جب گھر میں داخل ہوں تو مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے، سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جواب میں بیوی کی مسکراہٹ بھی ملے گی۔

A Smile

A smile is something nice to see it does not cast a cent .

A smile is something all you own it never can be spent .

A smile is welcome every where, it does away with frowns.

A smile is good for every one , to ease life,s up and downs.

یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ خاوند تو مسکراتے چہرے سے گھر آئے مگر بیوی منہ لٹکائے پھرتی رہے۔ خاوند کی مسکراہٹ کا جواب بیوی کو درج ذیل الفاظ میں دینا چاہئے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

لکھ کر لٹکائیے

انگلش کا ایک فقرہ ہے۔ اس کو میرے دوستو یاد کر لیجئے بلکہ گھر میں کہیں لکھ کر لٹکا لیجئے۔

House is built by hands but home is built by hearts.

کہنے والے نے کہا کہ مکان تو ہاتھوں سے بن جایا کرتے ہیں مگر گھر ہمیشہ دلوں

سے بنا کرتے ہیں۔ اینٹیں جڑتی ہیں مکان بن جاتے ہیں مگر جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔ میرے دوستو! ہم ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے گھر میں سمیٹ لیا کریں۔ ایسا جھگڑا نہ بنائیں جو کمیونٹی میں (Talk of the town) ٹاک آف دی ٹاؤن بنا کرے۔ ہم اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں۔ ہم مسلمانوں کی بدنامی کی بجائے مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔ آج ایسی سوچ رکھنے والے اتنے تھوڑے ہیں کہ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے
ڈھونڈیئے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب میاں بیوی قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی ہیں، اگر اسی حالت میں خاوند فوت ہو جائے تو یہی بیوی ساری زندگی خاوند کو یاد کر کے روتی رہے گی کہ جی اتنا اچھا تھا، میرے لئے تو بہت ہی اچھا تھا۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو یہی خاوند ساری زندگی یاد کر کے روتا رہے گا کہ بیوی اتنی اچھی تھی، میرا کتنا خیال رکھتی تھی۔ تو پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ "بندے دی قدر آندی اے ٹرگیاں یا مر گیاں"

ہم بندے کی قدر اس کے قریب رہتے ہوئے کر لیا کریں۔ کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی جھگڑے میں ایک دوسرے کو طلاق دے دیتے ہیں، جب ہوش آتی ہے تو خاوند اپنی جگہ پاگل بنا پھرتا ہے اور بیوی اپنی جگہ پاگل بنی پھرتی ہے۔ پھر ہمارے پاس آتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ ہم پھر سے میاں بیوی بن کر رہ سکیں ایسی صورت حال ہرگز نہیں آنے دینی چاہئے

عفو و درگزر اور افہام و تفہیم سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ ایک روٹھے تو دوسرے کو منا لینا چاہئے۔ کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے۔

اتنے اچھے موسم میں
روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں
کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کر لیں

اسی مضمون کو ایک دوسرے شاعر نے نئے رنگ سے باندھا ہے۔

زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

عورتوں میں حوروں والی صفات

معزز سامعین، ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمارا مشرقی معاشرہ آج بھی الحمدللہ بہت پرسکون ہے۔ بعض مشرقی لڑکیاں تو اس قدر پاکدامن ہوتی ہیں کہ ان میں حوروں کی صفات جھلکتی ہیں مثلاً عرباً یعنی خاوندوں کی عاشق اور قاصرات الطرف یعنی غیر مردوں کی طرف مائل نہ ہونے والیاں۔ یہ اسلام کی برکت ہے کہ مشرق میں آج بھی بعض ایسی معصوم جوانیاں ہوتی ہیں جو اپنے گھر سے قدم نکالتی ہیں تو ان کے دلوں میں کسی غیر مرد کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ کئی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کا سایہ سر سے اٹھ گیا بچوں کی خاطر اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی تو بہار خزاں میں تبدیل ہو گئی مگر یہ خزاں کے موسم میں بھی اپنے پروں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھپا کر اپنی

زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر،

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

انوکھا واقعہ

علماء کرام نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بیوی بہت خوبصورت تھی جب کہ خاوند بہت بدصورت اور شکل کا انوکھا تھا، رنگ کا کالا تھا۔ بہر حال زندگی گزر رہی تھی، نیک معاشرے میں زندگیاں گزر جایا کرتی ہیں۔ ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا خوش ہوا۔ بیوی دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ اس نے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا جب آپ مجھے دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں شکر ادا کرتے ہیں اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں شریعت کا حکم ہے کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہیں اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

خاوند کی ذمہ داری

ہمارا یہ تجربہ ہے۔ کہ ہمارے اس مسلمانوں کے ماحول میں ننانوے فیصد مسلمان بچیاں شادی کے وقت جب رخصت ہوتی ہیں۔ تو ان کے دل کی یہ نیت ہوتی ہے۔ کہ میں نے آج جا کر اپنا گھر بسانا ہے۔ ننانوے فیصد بچیاں گھر بسانے کی نیت سے رخصت ہوتی ہیں۔ آگے خاوند پر منحصر ہے اگر اس نے صحیح برتاؤ کیا تو گھر آباد ہو جائے گا۔ اگر اس نے Miss Handle (غلط برتاؤ) کیا گھر برباد ہو جائے گا۔ تو گھر کی بنیاد یہ خاوند پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ کس طرح بیوی کو رکھتا ہے۔ بیوی تو آتی ہی اسی نیت کے ساتھ ہے کہ میں نے تو اپنا گھر بسانا ہے۔ آخر کار اس نے ماں کو کیوں چھوڑا باپ کو کیوں چھوڑا۔ بہن بھائیوں کو کیوں چھوڑا

اپنے وطن کو کیوں چھوڑا۔ اپنے گھر کو کیوں چھوڑا سب کچھ اس لئے کہ ایک بندے کی خاطر کہ میں جاؤں گی تو اس کا گھر بساؤں گی۔ جو بچی اتنی قربانیاں دے سکتی ہے۔ وہ اس سے زیادہ بھی قربان کر سکتی ہے۔ مگر اس کو خاوند سے محبت ملنی چاہیے۔ پیار ملنا چاہیے۔ اچھے اخلاق ملنے چاہیے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا برتاؤ اچھا ہو گھر اچھا بن جاتا ہے۔ خاوند کا برتاؤ برا ہو گھر برباد ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کسی نے عجیب بات کہی

House is build by hand but home is build by heart

جب اینٹیں جڑ جاتی ہیں۔ مکان بن جایا کرتے ہیں۔ لیکن جب دل جڑ جاتے ہیں۔ گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔

تو خاوند کو چاہیے بیوی کو جو گھر لے کے آیا اب دل کو جوڑے اور اپنے گھر کو آباد کرے۔ دیکھئے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی رحمتیں ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

النكاح من سنتي

فمن رغب عن سنتي

فليس مني الحديث